اسلامی نظریاتی کونسل.....لائق تبریک سفارشات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ مقدس دین ہے، جس کی ایک ایک بات وحی الٰہی سے منور اور رضائے الٰہی کے حصول کی ضامن ہے۔ پاکستانی قوم کو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ الحمد للہ! آج کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کی صورت میں حکومت کا کوئی ادارہ تو ایسا موجود ہے جہاں سے حکومت کو مکمل بحث وتمحیص اور غور وخوض کے بعد دین اسلام کی چمکتی دمکتی اور منور وروشن تعلیمات پرعمل پیرا ہونے کی تلقین وراہنمائی اور ہدایات وسفارشات ملتی رہتی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی معاشرے میں اسلامی نظام کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسے نافذ کرنے والے ادارے کس خلوص کے ساتھ اسے نافذ کرتے ہیں اور جس قوم پر اسے نافذ کیا جائے وہ کس یقین وایمان اور فرحت ومسرت سے اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت سے یہ دونوں سعادتیں اہل پاکستان کو نصیب ہوگئیں تو ہمارا یقین وایمان ہے کہ یہ ملک نہ صرف روحانی ومادی سعادتوں کا گہوارہ بن جائے گا، بلکہ عالم اسلام کی زمامِ قیادت بھی اس کے ہاتھ میں ہوگی۔

علمائے کرام اور مسلم عوام نے حکومت کو جب بار بار اسلامی نظام کے نفاذ کے ایفائے عہد کے لیے متنبہ اور متوجہ کیا تو کہا گیا کہ چونکہ پاکستان میں مذہبی طبقہ متفق اور متحد نہیں، کس کے نظریات اور قرآن وسنت کی تشریح اور توضیح کے لیے کس کی تعبیر کو اختیار کیا جائے؟ اس لیے ہمارے لیے کئی ایک مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں۔ علمائے کرام نے اپنے اتحاد واتفاق اور اپنی محنتوں اور کاوشوں سے متفقہ ۲۲ نکات پاس کرکے حکمرانوں کے اس لغو اور بے بنیاد عذر کو بھی دور کردیا۔ لیکن افسوس

ظریفی یہ کہ بعض دفعہ میاں بیوی دونوں شریفانہ زندگی گزارنے کے لیے تیار ہیں، لیکن لڑکی کے والدین خلع کا جھوٹا دعویٰ کرکے خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کرلیتے ہیں اور عدالت میاں بیوی سے پوچھتی تک نہیں۔‘‘ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۶،ص:۶۲۷تا۶۵۷)

بہرحال طلاق اور خلع میں کئی وجوہ سے فرق ہے کہ: خلع کا مطالبہ عموماً عورت کی جانب سے ہوتا ہے اور اگر مرد کی طرف سے اس کی پیشکش ہو تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہتی ہے، عورت قبول کرلے تو خلع واقع ہوگی، ورنہ نہیں۔ جب کہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں، وہ قبول کرے یا نہ کرے، طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ عورت کے خلع قبول کرنے سے اس کا مہر ساقط ہوجاتا ہے، طلاق سے ساقط نہیں ہوتا، البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ تمہیں اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم مہر چھوڑ دو اور عورت قبول کرلے تو یہ بامعاوضہ طلاق B تی ہے اور اس کا حکم خلع ہی کا ہے، خلع میں شوہر کا لفظ’’طلاق‘‘ا E ل کرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر عورت کہے کہ: ’’میں خلع (علیحدگی) چاہتی ہوں‘‘ اس کے جواب میں شوہر کہے: ’’میں نے خلع دے دی‘‘ تو بس خلع ہوگئی۔ خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے، یعنی شوہر کو اب بیوی سے رجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں، ہاں! دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

تنسیخ نکاح کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کی شکایت پر عدالت، شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کے الزامات کا جواب طلب کرے، اگر شوہر ان الزامات سے انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں یا اگر عورت گواہ پیش نہیں کرسکتی تو شوہر سے حلف لیا جائے، اگر شوہر حلفیہ طور پر اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے تو عورت کا دعویٰ خارج کردیا جائے گا اور اگر عورت گواہ پیش کردے تو عدالت شوہر کو بیوی کے حقوق شرعیہ ادا کرنے کی تاکید کرے اور اگر عدالت اس نتیجے پر B ہے کہ ان دونوں کا یکجا رہنا ممکن نہیں تو شوہر کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو (جب کہ وہ عورت کے حقوق واجبہ بھی ادا نہیں کرتا) تو عدالت ازخود فسخ نکاح کا ê کرسکتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ ê کرنے والا جج مسلمان ہو، ورنہ اگر جج غیر مسلم ہو (جیسا کہ پاکستان کی عدالتوں میں غیر مسلم جج بھی موجود ہیں) تو اس کا ê نافذ نہ ہوگا۔ حکومت پاکستان سے ہماری درخواست ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی اس سفارش کو ترجیحاً جلد از جلد پارلیمنٹ میں پیش کرکے اس کو قانون کا حصہ بنائے، تاکہ پاکستانی مسلم قوم اس اذیت ناک اور تکلیف دہ صورت حال سے نکل سکے۔ اور عدالتیں واضح طور پر خلع اور تنسیخ نکاح کے فیصلوں میں فرق کریں، ہر ایک کے لیے شریعت مطہرہ نے جو طریقہ کار متعین ومقرر کیا ہے، اس کی پابندی کی جائے۔

www.banuri.edu.pk

میانمار کے مسلمانوں پر مظالم کب تک؟

مسلم ممالک کی تعداد کہنے کو تو ستاون سے زائد ہے، لیکن تقریباً ہر اسلامی ملک انتشار، افتراق، عدم اتحاد اور عدم استحکام کا شکار ہے، جس کی بنا پر کئی ایک غیر مسلم ممالک میں مسلمان اقلیت ظلم وستم، جبر واکراہ اور قتل وغارت گری کے لیے تختۂ مشق بنی ہوئی ہے۔ خصوصاً میانمار کے مسلمانوں پر برما کی حکومت کی طرف سے مسلسل مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ ویسے تو ۱۹۶۸ء سے برمی مسلمان وہاں کی حکومت کے عتاب کا شکار ہیں، لیکن تین سال سے وقتاً فوقتاً برما کے مسلمانوں پر وہاں کے حکومتی اہلکاروں اور مگھ غنڈوں نے مل کر مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے۔ ہزاروں مسلمان تہہ تیغ کیے جاچکے ہیں اور لاکھوں مسلمان بے گھر ہوچکے ہیں۔ قریب کے ممالک ان کو اپنے ہاں پناہ دینے کے لیے تیار نہیں، اس لیے دنیا بھر کے مسلمان سراپا احتجاج ہیں اور اپنے اپنے ممالک کے حکمرانوں سے یہ اپلیں کررہے ہیں کہ برما کے مسلمانوں کو اس وحشیت وبربریت سے چھٹکارا دلایا جائے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ میں سب سے پہلے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے برما کے مظلوم مسلمانوں کے لیے آواز اٹھائی، جس پر دوسرے اراکین اسمبلی نے بھی آپ کی تائید کی، اس لیے پاکستان کے وزیراعظم جناب میاں نواز شریف صاحب نے تین رکنی کمیٹی بنادی ہے، جس میں پاکستان کے وفاقی وزیر داخلہ جناب چوہدری نثار احمد صاحب، جناب سرتاج عزیز صاحب، جناب فاطمی صاحب شامل ہیں جو برما کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کا طریقہ کار طے کرے گی۔ حکومت پاکستان سے ہماری اپیل ہے کہ وہ:

۱:...... برما کے مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف مختلف فورموں پر مؤثر آواز اٹھائے، تاکہ برمی مسلمانوں کو احساس ہو کہ وہ اکیلے نہیں، بلکہ امت مسلمہ ان کی پشت پر ہے۔

۲:...... اقوام متحدہ برما کے مظلوم مسلمانوں کی کھل کر امداد کرے اور برما کی حکومت کے ظلم وستم کو بند کرائے۔

۳:...... بنگلہ دیش اور اس طرح برما کی سرحد پر جو ممالک آباد ہیں وہ ان مظلوم وبے سہارا افراد کو اپنے ہاں پناہ دیں۔

۴:...... پاکستانی مسلم عوام سے بھی درخواست ہے کہ برما کے ان مظلوم مسلمانوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کریں اور ہر اعتبار سے ان کی مدد وتعاون بھی کریں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین